

## عہد رسالت کے چند نعت گو: ایک تعارف

☆ ڈاکٹر محمد اکبر ملک

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی لغات میں لفظ ”نعت“ اور اس کی دوسری نحوی صورتوں کے جو معانی اور مفہیم بیان کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

نعت (النعت): وصف، صفت، تعریف، خاصیت۔ جمع: نعوت، نعتہ، نعتا: تعریف کرنا، بیان کرنا، انعت الرجل: خوبصورت چہرے والا ہونا، عمدہ اخلاق والا ہونا۔ وصفک الشئی نعتہ بما فیہ و تبالغ فی وصفہ: کسی شے کی خوبیوں کا بیان جب آپ اس کے وصف میں مبالغہ سے کام لیں۔ النعت والنعتة والنعت والنعتة والمنعت من الخیال: گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والا گھوڑا۔ حضور ﷺ کی صفات بیان کرنے کو بھی نعت کہتے ہیں جیسے کہ آپ کی نعت بیان کرنے والا کہتا ہے: ”لم ارقبلہ ولا بعدہ مثله“: میں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ شئی نعت: عمدہ چیز، النعتۃ: بلندی مرتبہ اور حسن و جمال میں انتہاء پر ہونا۔ استنعتہ الشئی: بیان کرنے کو کہنا۔ نعت نعتا: اچھی صفات دکھانا۔ نعت نعتا الرجل: پیدائش ہی سے اچھی صفات والا ہونا<sup>(۱)</sup>۔

ابن الاثیر (ت ۶۰۶ھ) نے ”النهاية فی غریب الحدیث والامث“ میں لفظ ”نعت“ کو مطلق وصف کی عمومیت سے نکال کر اسے آنحضور ﷺ کی تعریف و توصیف کے مخصوص مفہوم کا حامل ٹھہرایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

”نعت فی صفتہ ﷺ یقول ناعته لم ارقبلہ ولا بعدہ مثله“<sup>(۲)</sup>

(نعت رسول اکرم ﷺ کی صفت کو کہتے ہیں جیسے کہ نعت کہنے والا کہتا ہے: میں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا)

بعض احادیث میں یہ لفظ آنحضرت ﷺ کی تعریف و توصیف میں نظر آتا ہے مثلاً سنن دارمی میں حدیث ہے کہ حضرت عباسؓ نے کعب الاحبارؓ سے پوچھا:

”کیف تجد نعت رسول اللہ ﷺ فی التوراة“ (۳)

(آپ تورات میں حضور ﷺ کی صفات کیسی پاتے ہیں)

فارسی اور اردو لغات میں ”نعت“ کا لفظ مدح، ثناء، صفت، ستائش اور ثنائے رسول اللہ ﷺ کے معانی میں آیا ہے۔ البتہ ”نور اللغات“ کے مرتب نے لکھا ہے کہ یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال آنحضرت ﷺ کی ستائش و ثناء کے لئے مخصوص ہے (۴)۔

اصطلاح میں ”ایسی تمام نظمیں جن میں رسول خدا ﷺ سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے یا ان کے محاسن بیان کئے جائیں، نعت کی تعریف میں آتی ہیں“ (۵)۔

ممتاز حسن نے لفظ ”نعت“ کی بہت جامع تعریف کی ہے، وہ لکھتے ہیں:-

”میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے قریب لائے، جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکرِ نبوت کی صورتی محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصد نبوت سے دل بستگی پائی جائے۔ جس میں جناب رسالت مآب ﷺ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور ﷺ کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح یا خطاب بالواسطہ یا بلاواسطہ اور وہ شعر نظم ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث، مخمس ہو یا مسدس، اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دارومدار اس کے نفس مضمون پر ہے۔ اگر اس کا مقصد ذات رسالت ﷺ کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دو جہاں کی بعثت کی جو اہمیت نوع انسانی اور جملہ موجودات کے لئے ہے، اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کی مستحق ہے“ (۶)۔

نعت رسول ﷺ ہمارے ادب کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جس نے ایک طرف ادب کے ذوق لطیف کو تسکین بخشی ہے تو دوسری طرف روح کو بالیدگی عطا کی ہے اور دلوں کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت و عقیدت کے بیش قدر تحفے دیئے ہیں۔ اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کرنے والے شعراء مختلف زبانوں میں مسلسل اس قیمتی سرمایہ میں اضافہ کر رہے ہیں اور تادمِ زیت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

رسول کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں مدحیہ شعر کی ابتداء آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب سے

ہوئی۔ معروف روایت کے مطابق حضور ﷺ کا ظہور قدسی آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی وفات کے چند ماہ بعد ہوا (۷)۔ آپ کی ولادت پر حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت عبدالمطلب حضور ﷺ کو خانہ کعبہ کے اندر لے گئے اور آپ کے حق میں درج ذیل دعائیہ شعر پڑھے:

الحمد لله الذى اعطانى	هذا الغلام الطيب الاردان
قد ساد فى المهدي على الغلمان	اعيدته بالبيت ذى الاركان
حتى يكون بلغة الفتيان	حتى اراه بالغ البنيان (۸)
اعيدته من كل ذى شان	من حاسد مضطرب العنان (۹)

ترجمہ: (سب تعریف اس ذات کی ہے جس نے مجھے یہ پاکیزہ بچہ عطا کیا ہے۔ وہ گہوارے ہی میں سب بچوں کا سردار ہے۔ میں اسے بیت اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ نوجوانوں کا مددگار ہو جائے اور میں اس کو توانا و طاقت ور دیکھوں۔ میں اس کے لئے بغض والے بے لگام حاسد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں)۔

ان اشعار میں مستقبل کی توقعات اور تمنائیں شامل ہیں مگر ایک مصرعہ ”قد ساد فى المهدي على الغلمان“ مدیحہ ہے۔

حضور پاک ﷺ کی ولادت مبارک کے زمانے میں اہل مکہ کا رواج تھا کہ شہر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو کچھ عرصے کے بعد اسے شہر سے باہر صحراؤں کی کھلی فضاء میں پرورش کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لئے ہر سال دایہ عورتیں مکہ میں آتی تھیں۔ جس سال آپ پیدا ہوئے تو اتفاق ایسا ہوا کہ امیر گھرانوں کے بچوں کو دایہ عورتیں پہلے پہلے لے گئیں۔ ان میں سے قبیلہ بنو سعد کی ایک دایہ حلیمہ سعدیہ ہی ایسی رہ گئیں جن کو کسی خوشحال گھرانے کا بچہ نہ مل سکا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں سوچ رہی تھیں کہ وہ اس بچے کو لے جائیں یا نہ لے جائیں کیونکہ آپ یتیم تھے اور عام خیال تھا کہ شاید ان کی دایہ کو زیادہ معاوضہ نہ مل سکے گا۔ بالآخر حضرت حلیمہ سعدیہ خالی ہاتھ جانے کی بجائے اپنے شوہر حارث بن عبداللہ کے مشورے سے حضور کو خیر و برکت سمجھ کر لے جانے پر تیار ہو گئیں۔ محمد بن عمر کی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ کو حلیمہ سعدیہ اپنے گھر لے کر چلیں تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ نے بے ساختہ درج ذیل نعتیہ مصرعے کہے:

اعیذہ باللہ ذی الجلال من شر ما مر علی الجبال  
حتی اراه حامل الحلال و یفعل العرف الی الموالی

وغیرہم من حشوة الرجال (۱۰)

ترجمہ: (میں اپنے اس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتی ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے حلال امور پر کاربند دیکھوں اور یہ بھی دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور در ماندہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے)

آنحضرت ﷺ کی بعثت نے عرب معاشرے میں زبردست انقلاب برپا کر دیا۔ آپ کی ذات اقدس عرب شعرا کے لئے مرکزی موضوع بن گئی۔ عرب کے وہ لوگ جو قبل از اسلام اپنی مدحیہ شاعری میں اپنے خاندانوں اور قبیلوں کی مدح کیا کرتے تھے، اسلام لانے کے بعد ایسے اصحاب اسلام اور مسلمانوں کی شان میں شعر کہنے لگے۔ اس طرح ان کی مدحیہ شاعری دعوت اسلام اور مدافعت اسلام میں کام آنے لگی۔ اس کے علاوہ ان شعراء نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت کا اظہار اور سیرت پاک کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ بھی نعتیہ شعر و شاعری کے ذریعے کیا۔ انہوں نے کفار کے رد میں نبی اکرم ﷺ کے اعلیٰ حسب و نسب اور کردار و صفات کی مدح میں جو نظمیں لکھیں، انہیں عربی نعت کے اولین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ عرب کے بعض شعراء شرف اسلام سے محروم رہے لیکن اس کے باوجود وہ آنحضرت ﷺ کے ذاتی اوصاف اور خوبیوں کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ انہوں نے بھی آپ کی صفات عالیہ اور کمالات شریفہ کو نہایت احترام اور خلوص سے منظوم صورت میں پیش کیا ہے۔ ذیل میں آنحضرت ﷺ کے دور کے چند معروف شعراء کے نعتیہ کلام کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

ابوطالب بن عبدالمطلب (ت ۳ ق ھ)

حضور کی والدہ ماجدہ کے بعد حضرت ابوطالب پہلی شخصیت ہیں جنہیں آپ کی مدح سرائی کا شرف حاصل ہے۔ حضرت ابوطالب آنحضرت ﷺ کے محسن و مربی چچا تھے، جو ہمیشہ دشمنوں کے مقابلے میں آپ کا دفاع کرتے رہے، وہ اگرچہ معروف معنوں میں شاعر نہ تھے لیکن اس زمانے کے ذوق عام کے مطابق شعر و سخن سے آشنا تھے۔ انہوں نے نبی کی تعریف و توصیف میں متعدد مواقع پر شعر کہے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں سادگی، خلوص اور سچائی بدرجہ اتم موجود ہے۔ انہوں نے ایک نعتیہ قصیدہ میں

آنحضورؐ کی پر جوش مدح کی ہے اور اپنے خاندان (بنو ہاشم) کی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ہشام نے اس قصیدہ کے سات شعر نقل کئے ہیں۔ ابتدائی تین شعر یہ ہیں:

فبعد مناف سرھا و صمیمھا	اذا اجتمعت یوما قریش لمفخر
ففی ہاشم اشرافھا و قدیمھا	وان حصلت اشراف عبد منافھا
ھوالمصطفیٰ من سرھا و کریمھا <sup>(۱۱)</sup>	وان فخرت یوما فان محمدًا

ترجمہ: اگر کسی روز قبیلہ قریش کے مختلف لوگ یہ طے کرنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوں کہ ان کا کون شخص سب سے زیادہ قابل افتخار ہے تو ان کو معلوم ہوگا کہ عبد مناف کی شاخ ان کی اصل اور روح رواں ہے۔ اسی طرح اگر عبد مناف کے سردار جمع ہو کر اپنی عظمت کے راز کی جستجو کریں تو وہ بنو ہاشم میں اپنی سر بلندی اور اصلیت کا راز پائیں گے، اور اگر کسی روز خود بنو ہاشم فخر کرنا چاہیں تو درحقیقت محمد ﷺ ہی ان میں سب سے زیادہ بگڑیدہ اور باعث عظمت و سر بلندی ہیں۔

تاریخ اسلام میں وہ واقعہ مشہور ہے کہ جب پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا آغاز فرمایا تو اہل مکہ نے اس سلسلے میں مخالفت اور دشمنی کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ چنانچہ ان کا ایک وفد حضرت ابوطالب کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا کہ محمد ﷺ کی حمایت سے باز آ جاؤ ورنہ ہم تم سے اور ان سے ایسی جنگ چھیڑ دیں گے کہ ایک فریق کا صفایا ہو کر رہے گا<sup>(۱۲)</sup>۔ یہ وہ موقع ہے جب اللہ کے پیارے محبوب نے فرمایا تھا کہ ”اے چچا! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی لا کر رکھ دیں تو پھر بھی میں لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے سے ہرگز باز نہ آؤں گا“<sup>(۱۳)</sup>۔ حضرت ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی جرأت اور ثابت قدمی کی داد دی اور کہا: بھتیجے جاؤ جو چاہو کہو، خدا کی قسم! میں تمہیں کبھی بھی کسی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا<sup>(۱۴)</sup>۔ اس موقع پر حضرت ابوطالب نے ایک طویل قصیدہ کہا تھا جو ۹۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس قصیدہ کے چند مدحیہ اشعار یہ ہیں:

ولما نطاعن دونہ و تناضل	کذبتہم و بیت اللہ نبوی محمدًا
ونذہل عن ابناءنا والحلائل	ونسلمہ حتی نصرع حولہ
یحوط الذمار غیر ذرب مواکل	وما ترک قوم لا ابالک سیدا
ثمال الیتامی عصمة للارامل	وابیض یستقی الغمام بوجہہ
فہم عنده فی رحمة و فواضل <sup>(۱۵)</sup>	یلوذ بہ الہلاک من آل ہاشم

ترجمہ: بیت اللہ کی قسم! تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ ہم محمد کو مغلوب ہونے دیں گے، حالانکہ ابھی ہم نے ان کی مدافعت میں نیزوں اور تیروں سے کام نہیں لیا۔ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ ہم اسے تمہارے سپرد کر دیں گے۔ یہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہم اس کے آس پاس قتل ہو کر نہ گر جائیں اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول کر اس کی حمایت میں اپنی جانیں قربان نہ کر دیں۔ تمہارا برا ہو کوئی قوم ایسے سردار کو بھی چھوڑ سکتی ہے جو ذمہ داریوں کا محافظ ہے۔ نہ بدزبان ہے اور نہ دوسروں کے بل بوتے پر زندگی بسر کرنے والا۔ وہ ایسا روشن و تابناک چہرے والا ہے جس کے رخ انور کے ویلے سے بادلوں سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ تیموں کا مددگار اور بیواؤں کو بچانے والا ہے۔ بنی ہاشم کے مفلس لوگ اس کی پناہ میں آتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کرتا ہے اور ان کو اپنے انعامات سے نوازتا ہے۔“

### حمزہؓ بن عبدالمطلب (ت ۳ ھ)

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب حضور ﷺ کے چچا تھے۔ عمر میں آپؐ سے صرف دو سال بڑے تھے۔ ان کی والدہ کا نام حالہ بنت اھیب بن عبدمناف تھا۔ حضرت حمزہؓ کو شعر و شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ آپؐ بہت دلیر اور جنگجو تھے۔ نبوت کے چھٹے سال دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت حمزہؓ نے ایک قصیدہ پڑھا۔ درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

حمدت اللہ حین ہدی فوادى	الى الاسلام والدين الحنيف
للدين جاء من رب عزيز	خبير بالعباد بهم لطيف
واحمد فينا مصطفى مطاع	فلا تفسوه بالقول العنيف
فلا والله نسلمه لقوم	ولما نقض فيهم بالسيف <sup>(۱۶)</sup>

ترجمہ: میں نے اللہ کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام (جو دین ابراہیمی ہے) کی طرف ہدایت دی۔ اس دین کی طرف جو عظمت و عزت والے پردردگار کی طرف سے آیا ہے، جو بندوں کے تمام معاملات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے۔ اور احمد ﷺ، ہم میں برگزیدہ ہیں، جن کی اطاعت کی جاتی ہے۔ لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے مت نکالنا۔ خدا کی قسم! ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے، جن کے

بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

### صرمہؓ بن ابی انس (ت تقریباً ۵۵ھ)

ابو قیس صرمہؓ بن ابی انس الانصاری الخزرجی زمانہ جاہلیت میں رہبانیت پسند تھے۔ انہوں نے اپنے گھر کو مسجد بنا لیا تھا تاکہ ان کے پاس کوئی ناپاک عورت یا مرد (مشرک) نہ جائے۔ وہ موٹے کپڑے پہنتے تھے، بتوں سے نفرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ وہ عظمت الہی کے بارے میں اچھے اچھے شعر کہتے تھے اور حق گوئی میں معروف تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور ایک قصیدہ کہا (۱۷)۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ثوی فی قریش بضع عشرة حجة	یذکر لو یلقى صديقا مواتيا
ويعرض فی اهل المواسم نفسه	فلم یر من یوی ولم یر داعيا
فلما اتانا اظهر الله دينه	فاصبح مسرورا بطیبة راضيا
والقی صديقا واطمانت به النوی	وكان له عوناً من الله باديا (۱۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دس سال سے کچھ زائد وقت تک قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ شاید کوئی موافق دوست مل جائے۔ اس لئے آپ حج اور میلوں کے موقع پر جمع ہونے والوں کے سامنے اپنی ذات کو پیش کرتے رہے، لیکن کوئی شخص ایسا نہ ملا جو آپ کو اپنی پناہ میں لے لے اور نہ ہی کوئی ایسا شخص نظر آیا جو (دین الہی کی طرف) لوگوں کو بلانے والا ہوتا۔ پھر جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ (مدینہ منورہ) سے خوش اور راضی ہو گئے اور آپ نے ایسا دوست پا لیا جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا۔ آپ کے لئے اللہ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

### اعشی بن قیس (ت ۷۷ھ)

ابوبصیر میمون بن قیس بن جندل قبیلہ بکر بن وائل کی شاخ قیس بن ثعلبہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ضعف بصارت کے باعث اعشی کے لقب سے معروف تھا۔ اس کا شمار دور جاہلیت کے اولین عرب شعراء میں ہوتا ہے۔ اس دور کی منتخب شاعری کے سلسلے میں ”سبعہ معلقات“ کو بہت شہرت حاصل ہے۔ اعشی کا قصیدہ بھی ان قصائد میں شمار ہوتا ہے۔

اعشی نے طویل عمر پائی (۱۹)۔ اسے آنحضرت ﷺ کی بعثت کا زمانہ بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ چنانچہ

روایت ہے کہ اس نے آنحضور ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا اور آپ کو سنانے اور اسلام قبول کرنے کی غرض سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ابوسفیان مل گیا، جس نے اسے سوانٹ دے کر واپس جانے پر راضی کر لیا، کیونکہ اسے اندیشہ ہوا کہ ایک ایسے قادر الکلام شاعر کے اسلام لے آنے سے مسلمانوں کو تقویت ملے گی۔ واپس جاتے ہوئے وہ یمامہ کے قریب گر کر ہلاک ہو گیا۔ اس نے دربار نبویؐ میں پیش کرنے کے لئے جو قصیدہ کہا، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اغار لعمری فی البلاد و انجدا	نبی یری مالا ترون و ذکرہ
فلیس عطاء الیوم مانعہ غذا	لہ صدقات ما تغب و نائل
نبی الالہ حیث اوصی و اشهدا	اجدک لم تسمع و صاۃ محمد
و لاقیت بعدالموت من قد تزودا	اذا انت لم ترحل بزاد من التقی
فترصد للامر الذی کان ارسدا <sup>(۲۰)</sup>	ندمت علی ان لا تکون کمثلہ

ترجمہ: نبیؐ وہ چیز دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میری زندگی کی قسم! آپؐ کی شہرت نے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور آپؐ کامیاب ہوئے ہیں۔ آپؐ کے صدقات اور تحائف بلاناہہ جاری رہتے ہیں۔ آج کا عطیہ انہیں کل کے روز دینے سے مانع نہیں۔ کیا تیری کوشش ہے کہ تو اللہ کے نبی محمد ﷺ کی وصیت کو نہ سنے جب وہ وصیت کرے۔ جب تو تقویٰ کا توشہ لے کر سفر نہیں کرے گا اور موت کے بعد تیری توشہ والے سے ملاقات ہوگی تو تجھے پشیمان ہونا پڑے گا کہ تو اس جیسا نہیں ہے۔

عبداللہؓ بن رواحہ (ت ۵۸ھ)

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ معروف صحابی ہیں اور شعراء عرب میں خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپؓ مدینہ منورہ کے ان چند خوش نصیب اصحاب میں شامل تھے جنہوں نے عقبہ کے مقام پر حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کا اعزاز حاصل کیا<sup>(۲۱)</sup>۔ آپؓ کفار کے مقابلے میں ہر معرکے میں شریک ہوئے، جن میں بدر، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر وغیرہ شامل ہیں<sup>(۲۲)</sup>۔ جنگ موتہ (۵۸ھ) میں حضرت زید بن حارث اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے بعد حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار بنے اور اس جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔

شاعری میں حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو قدرت کلام حاصل تھی اور انہوں نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ ان کے نعتیہ اشعار آنحضور ﷺ کے ساتھ ان کے خلوص اور



پُر جوش عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ نمونہ کلام یہ ہے:

والله يعلم ان ما خاننى البصر	انى تفرست فيك الخير اعرفه
يوم الحساب فد ازرى به القدر	انت النبی ومن يحرم شفاعته
تثبيت موسىٰ و نصرا كالدی نصرورا (۲۳)	فثبت الله ما اتاك من حسن

ترجمہ: میں نے آپؐ کو بخوبی جان لیا ہے کہ آپؐ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جن کا مجھے علم ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میری آنکھ نے کوئی غلطی نہیں کی۔ آپؐ وہ نبی ہیں کہ قیامت کے روز اگر کوئی آپؐ کی شفاعت سے محروم رہا تو اس کی تقدیر نے اس کو تباہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ان خوبیوں کے ساتھ ثابت قدم رکھے جو اس نے آپؐ کو عطا فرمائی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم رکھا۔ اور اللہ آپؐ کی اسی طرح مدد کرے جس طرح اس نے (فرعون کے مقابلے میں) موسیٰؑ کی مدد کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے قصائد اور اشعار مشہور ہیں، خصوصاً وہ رجزیہ اشعار جو آپؐ نے اس وقت پڑھے جب عمرۃ القضاء میں رسول کریم ﷺ کی سواری کے آگے آگے تشریف لے جا رہے تھے۔ ابن ہشام نے ان اشعار کو نقل کیا ہے۔ ابتدائی اشعار یہ ہیں:

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ	خلوا فکل الخیر فی رسولہ
یا رب انی مومن بقیلہ	اعرف حق اللہ فی قبولہ (۲۴)

ترجمہ: اے بنو کفار! نبی پاکؐ کا راستہ چھوڑ دو، کیوں کہ ہر قسم کی بھلائی اللہ کے رسولؐ میں موجود ہے۔ اے اللہ! میں محمدؐ کے ہر قول پر ایمان لانے والا ہوں اور اس کے قبول کرنے میں جو اللہ کا حق ہے، میں بہتر جانتا ہوں۔

یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

روحی الفدا لمن اخلاقہ شہدت	بانہ خیر مولود من البشر
عمت فضائلہ کل العباد کما	عم البریۃ ضوء الشمس والقمر
لولم تکن فیہ آیات مبینة	کانت بدیہتہ تنبیک بالخیر (۲۵)

ترجمہ: اس ذات پاکؐ پر میری روح قربان ہو جائے، جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ انسانوں میں سب سے بہتر فرد ہیں۔ ان کے فضائل تمام انسانوں کے لئے عام ہیں جیسا کہ سورج اور چاند کی روشنی ساری دنیا کے لئے عام ہے۔ اگر آپؐ کی ذات مبارک

میں دیگر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں تب بھی صرف آپؐ کا چہرہ مبارک ہی تم کو حقیقت کی خبر دے دیتا۔

### عبداللہؓ بن زبیرؓ (ت ۱۵ھ)

حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ اسلام لانے سے قبل کفار کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے اور حضرت حسانؓ بن ثابت ان کا جواب دیا کرتے تھے۔ ایمان لانے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو دین کی خدمت اور آنحضرت ﷺ کی مدح سرائی کے لئے وقف کر دیا۔ قبول اسلام کے بعد انہوں نے جو قصیدہ پڑھا، اس کے چند اشعار یہ ہیں:

یا رسولاً الملک ان لسانی	راتق ما فتقت اذ انا بور
اذ ابارى الشيطان فى سنن الفی	ومن مال میله مشور
آمن اللحم والعظام لربى	ثم قلبى الشهد انت النذیر
انى عنک زاجر ثم حیا	من لوى وكلهم مغرور <sup>(۲۶)</sup>

ترجمہ: اے مالک الملک کے بھیجے ہوئے رسول! یقیناً میری زبان سنجیدہ اور محتاط رہی ہے۔ میں نے اس وقت بھی معصیت کی بات نہیں کی جب میں گمراہی میں ہلاک ہو رہا تھا اور گمراہی کے راستے پر شیطان سے بھی آگے نکل رہا تھا۔ جو گمراہی کی طرف مائل ہوتا ہے، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اب تو گوشت و پوست تک میرے پروردگار عالم پر ایمان لے آئے ہیں۔ پھر یہ کہ میں نے آپؐ کے لئے وہاں (قبیلہ) لوائی سے نسبت رکھنے والوں کو جھڑک دیا کیونکہ وہ سب کے سب فریب خوردہ ہیں۔

ابن زبیرؓ کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

ولقد شهدت بان دینک صادق	حق وانک فى العباد جسیم
والله يشهد ان احمد مصطفی	مستقبل فى الصالحین کریم <sup>(۲۷)</sup>

ترجمہ: بے شک میں نے گواہی دی ہے کہ آپؐ کا دین سچا اور حق ہے اور آپؐ لوگوں میں بہت عظیم شخصیت کے مالک ہیں اور اللہ بھی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ احمد مصطفیٰ صالحین کے آگے رہنے والے اور کریم انفس انسان ہیں۔

فالیوم آمن بالنبی محمد  
قلبی و مخطی هذه محروم  
فاغفر فدی لک والدای کلاهما  
زللی، فانک راحم مرحوم  
وعلیک من علم الملیک علامه  
نور اغر وخاتم مختوم (۲۸)

ترجمہ: پس آج میرا دل نبی محمد ﷺ پر ایمان لے آیا ہے اور اس معاملے میں جو خطا کا مرتب ہوا وہ حرام نصیب ہے۔ پس آپ پر میرے ماں باپ دونوں قربان ہوں، آپ میری لغزش معاف فرما دیں۔ اس لئے کہ آپ رحم کرنے والے ہیں اور اللہ کا رحم آپ پر ہوا ہے اور آپ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی نشانی ہے۔ آپ سراپا نور ہیں۔ آپ کے ذریعے سے نبوت و رسالت پر مہر لگ گئی ہے اور یہ مہر اللہ کی لگائی ہوئی ہے۔

عباس بن مرداس (ت تقریباً ۱۸ھ)

حضرت عباسؓ بن مرداس بنی سلیم کے ایک معروف شاعر تھے۔ یہ قبیلہ فتح مکہ سے قبل دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ عباسؓ بن مرداس نے فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں کئی فخریہ قصائد کہے، جن میں کچھ شعر مدحیہ بھی ہیں۔ ان کے اشعار میں توحید کی اس تعلیم کی روح جھلکتی ہے جس کی دعوت نبی کریمؐ نے دی ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے:

یا خاتم النبء انک مرسل  
بالحق کل ہدی السبیل ہداکا  
ان الالہ بنی علیک محبہ  
فی خلقہ و محمدًا سماکا (۲۹)

ترجمہ: اے خاتم نبوت! آپ بے شک رسول برحق ہیں۔ صحیح راستے کی ہر ہدایت آپ ہی کی ہدایت ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام (صحیح معنی میں) محمد ﷺ رکھا ہے (جو ہر طرح قابل تعریف ہے)۔

دو شعر ملاحظہ ہوں:

ولکن دین اللہ دین محمد  
رضینا بہ فیہ الہدی والشرائع  
اقام بہ بعد الضلالۃ امرنا  
ولیس لامر حمہ اللہ دافع (۳۰)

ترجمہ: لیکن اللہ کا دین محمد کا دین ہے۔ اس پر ہم راضی ہیں۔ اس میں ہدایت بھی ہے اور قوانین بھی۔ اس دین کے ذریعے پیغمبرؐ نے ہمارے معاملات درست کر دیئے اور جس امر

کا اللہ نے فیصلہ کر دیا، اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

### ابوسفیانؓ بن الحارث (ت ۲۰ھ)

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کا نام مغیرہ تھا۔ یہ حضرت معاویہؓ کے والد ابوسفیانؓ بن الحارث سے الگ شخصیت ہیں۔ اسلام لانے سے پہلے ابوسفیانؓ بن حارث نبیؐ اور مسلمانوں کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے۔ ”روایت ہے کہ اسلام لانے کے بعد وہ اپنے ماضی پر اس قدر شرمندہ تھے کہ حضور ﷺ کی موجودگی میں آنکھیں اُپر نہیں اٹھاتے تھے“ (۳۱)۔ حضرت ابوسفیانؓ بن حارث نے اسلام لانے کے بعد آنحضرتؐ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

لتغلب خیل اللالت خیل محمد  
فهذا اوانی حین اهدی فاهتدی  
علی اللہ ما طردتہ کل مطرد  
وادعی وان لم انتسب من محمد (۳۲)

لعمرك انی یوم احمل رایة  
لکا المظلم الحیران اظلم لیلہ  
هدانی ہاد غیر نفسی و دلنی  
اصدو انای جاہذا من محمد

ترجمہ: تیری بقاء کی قسم! جب میں علم اٹھائے ہوئے لات کے لشکر کی قیادت کر رہا تھا کہ وہ محمدؐ کے لشکر پر غالب آجائے۔ میں اس وقت (جہالت کی) تاریکی میں پڑا ہوا حیران شخص تھا، جس کی رات تاریک ہو، لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ مجھے ہدایت مل رہی ہے اور میں ہدایت پا رہا ہوں۔ ہدایت دینے والے (محمدؐ) نے مجھے ہدایت دی ہے۔ وہ ہادی جو میری ذات کے علاوہ ہے اور آپؐ نے مجھے اللہ کا وہ راستہ دکھایا جس سے میں ہر طرح سے گریز کرتا تھا۔ اب میں پوری کوشش سے آپؐ کی مدافعت کرتا ہوں اور مجھے محمدؐ سے منسوب کیا جاتا ہے، اگرچہ میں ان سے نسبت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

حضرت ابوسفیانؓ بن حارث نے آنحضرتؐ کے وصال پر جو مرثیہ کہا، اس کے چند اشعار

ملاحظہ ہوں:

ولیل اخی المصیبة فیہ طول  
اصیب المسلمون بہ قلیل  
ولیس لہ من الموتی عدیل  
وان لم تجزعی فہو سبیل

ارقت فبات لیلی لا یزول  
واسعدنی فی البکاء و ذاک فیما  
فلم نر مثله فی الناس حیاء  
الفاطم ان جزعت فذاک عذر

فقیر ایبک سید کل قبر      وفیہ سید الناس رسول (۳۳)

ترجمہ: میری نیند اچٹ ہوگئی۔ میری رات ختم ہونے میں نہیں آتی۔ مصیبت زدہ کی رات طویل ہوتی ہے۔ گریہ سے مجھے سکون ملا، مگر مسلمانوں پر جو مصیبت پڑی ہے اس کے لحاظ سے یہ گریہ بہت معمولی ہے۔ ہم نے کسی زندہ کو ان جیسا نہیں پایا اور نہ وفات پانے والوں میں ان کا کوئی ثانی ہے۔ فاطمہ! اگر آپ ماتم کرتی ہیں تو آپ مجبور ہیں اور اگر آپ ماتم نہ کریں تو یہ سب سے بہتر ہے۔ آپ کے والد کی قبر تمام قبروں کی سردار ہے، جس کے اندر تمام انسانوں کے سردار رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

سراقہ بن مالک بن ہشتم (ت ۲۵ھ)

یہ وہی سراقہ بن مالک ہیں جو ہجرت مدینہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کی تلاش میں نکلے تھے، لیکن جب آپ تک رسائی ہوگئی تو ان کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ چنانچہ سراقہ اپنے ارادے سے تائب ہوئے اور نبیؐ سے امان پا کر واپس ہوئے۔ ابو جہل کو علم ہوا تو اس نے سراقہ کو خالی ہاتھ آنے پر ملامت کی۔ سراقہ شاعر تھے۔ انہوں نے اس موقع پر ابو جہل کو اشعار میں جواب دیا اور کہا:

لامر جوادى اذ تسوخ قوائمه

رسول ببرهان فمن ذا يقاومه

ارى امره يوما ستبدو معالمه

بان جميع الناس طرا يسالمه (۳۳)

ابا حکم واللہ لو کنت شاہدا

علمت ولم تشکک بان محمدا

علیک بکف القوم عنہ فانی

بامر یود الناس فیہ باسرمہ

ترجمہ: خدا کی قسم! اے ابوالحکم، کاش تم میرے گھوڑے کو دیکھتے جب اس کے پاؤں زمین میں دھنس رہے تھے تو تمہیں معلوم ہوتا اور شک نہ رہتا کہ محمد واقعی دلائل کے لحاظ سے رسول ہیں اور ان کا کوئی مد مقابل نہیں۔ تم قوم کو ان کا پیچھا کرنے سے روکو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان کی حکومت قائم ہو جائے گی اور تمام لوگ ان سے سلامتی طلب کرتے ہوں گے۔

کعب بن زہیر (ت ۲۶ھ)

حضرت کعب بن زہیر دور جاہلیت کے نامور شاعر زہیر بن ابی سلمیٰ کے فرزند ارجمند تھے۔ عہد نبویؐ کی نعت گوئی کے سلسلے میں حضرت کعب بن زہیر کا ایک قصیدہ بہت مشہور ہے۔ اس قصیدے کو ”بانت سعاد“ یا قصیدہ لامیہ کہتے ہیں۔ قصیدہ ”بانت سعاد“ کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ کعب

بن زہیر قبل از اسلام حضور اور صحابہ کرامؓ کے خلاف شعر کہتے تھے۔ ان کی بدگوئی کے باعث حضور نے انہیں قتل کرنے کا حکم فرمایا (۳۵)۔ حضرت کعب بن زہیر کو جب معلوم ہوا تو وہ روپوش ہو گئے۔ حضور ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو کعب کے بھائی بھجیر (۳۶) نے انہیں لکھا کہ جن لوگوں نے توبہ کی ہے، حضور ﷺ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ لہذا تم بھی اپنی معافی طلب کرو ورنہ اپنے بچاؤ کا انتظام کرو۔ چنانچہ کعب فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں بھیس بدل کر رحمتہ للعالمین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ مبارک پر رکھ دیا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے مسلمان ہونے کے لئے آپ کے پاس آئے تو کیا آپ اسے معاف کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا! ہاں۔ میں اس کی معافی قبول کر لوں گا۔ کعب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ خطا کار اور گناہ گار میں ہی ہوں۔ آج میں اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے عفو چاہتا ہوں۔“ نبی کریم ﷺ نے اسے معافی عطا فرمائی۔ حضرت کعب نے قبول اسلام کے بعد اس مجلس میں حضور ﷺ کی شان میں ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا۔ آپ یہ قصیدہ سماعت فرما کر بہت خوش ہوئے اور حضرت کعب کو اپنی چادر مبارک عطا فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ عربی میں چادر کو ”برذ“ کہا جاتا ہے۔ اس نسبت سے اسی قصیدے کو ”قصیدہ بردہ“ بھی کہا جاتا ہے (۳۷)۔ یہ قصیدہ اٹھاون (۵۸) اشعار پر مشتمل ہے۔ پہلا شعر یہ ہے:

متیم اثرھا لم یفد مکیول (۳۸)

بانث سعاد فقلبی الیوم متبول

ترجمہ: سعاد داغ مفارقت دے گئی اور آج میرا دل اس کے فراق میں اتنا نڈھال اور پابہ زنجیر ہے کہ اس سے رہائی ناممکن ہے۔

اس قصیدہ کی ابتداء غزل سے ہوتی ہے جسے تشبیب کہتے ہیں۔ اس حصہ میں سعاد نامی فرضی محبوبہ کے فراق میں ۲۰ شعر کہے گئے ہیں۔ اس کے بعد اصل مطلب شروع ہوتا ہے اور حضرت کعب اپنی غلطی پر ندامت اور معذرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس قصیدے میں نعت کے جو اشعار خاص طور پر قابل ذکر ہیں وہ ملاحظہ ہوں:

والعفو عند رسول اللہ مأمول

نبت ان رسول اللہ اوعدنی

مہند من سیوف اللہ مسلول (۳۹)

ان الرسول لنور یستضاء بہ

ترجمہ: مجھے خبردار کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جان کی دھمکی دی ہے اور مجھے اللہ کے رسول سے معافی کی توقع ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تو ایسا نور ہیں جس سے روشنی

حاصل کی جاتی ہے اور آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی ہندی تلوار ہیں۔

عباسؓ بن عبدالمطلب (ت ۳۲ ھ)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب ابوالفضل، آنحضورؐ کے چچا تھے۔ وہ تجارت کرتے تھے اور اپنے سوتیلے بھائی حضرت ابوطالب سے زیادہ خوشحال تھے۔ آپ بڑے قدر آور، بارعب، صائب الرائے، عقلمند اور حسین و جمیل آدمی تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے دو برس پہلے پیدا ہوئے (۴۰)۔

جاہلیت اور اسلام کے زمانے میں حضرت عباسؓ کا شمار اکابرین قریش میں ہوتا ہے۔ آپ بنو ہاشم کے بے کسوں، محتاجوں اور غریبوں کے لئے روٹی، کپڑا اور دیگر ضروریات کا خاص خیال رکھتے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کی۔ ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے عقبہ کے اجتماع میں حضور ﷺ کی حمایت کی تھی (۴۱)۔ غزوہ بدر میں قریش کی طرف سے لڑے اور قید ہو گئے، لیکن بعد میں رہا کر دیئے گئے۔

حضرت ابو عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے فتح خیبر سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن انہوں نے اپنی قوم کی مخالفت کے خوف سے اسے پوشیدہ رکھا۔ پھر فتح مکہ کے روز اعلانیہ اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرط مسرت سے ان کی پذیرائی فرمائی اور سقایہ کا موروثی منصب انہی کے پاس رہنے دیا۔ آپؓ بعد از قبول اسلام حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے غزوہ بدر سے قبل اسلام قبول کیا (۴۲)۔ آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ مشہور صحابی، محدث اور مفسر تھے۔ آنحضورؐ کی مدح میں حضرت عباسؓ کے درج ذیل اشعار معروف ہیں:

مستودع حیث یخصف الورق  
ولا مضغة ولا علق  
الجم نسرا وأهله الغرق  
إذا مضى عالم بدا طبق  
خندف علیاء تحتها النطق  
وضاء ت بنورک الافق  
وسبل الرشاد نحترق (۴۳)

من قبلها طببت فی الظلال وفی  
تم هبطت البلاد لا بشر أنت  
بل نطفة ترکب السفین وقد  
تنقل من صلب الی رحم  
حتى احتوی بیتک المہیمن من  
وانت لما ولدت اشرفت الارض  
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور

ترجمہ: قبل ازیں آپؓ (جنت کے) سایوں میں لطف اٹھاتے رہے۔ ایسے مقام میں جہاں پتے

جوڑ کر لباس بنایا گیا تھا۔ پھر جب آپؐ روئے زمین پر تشریف لائے، نہ آپؐ انسان بنے تھے نہ گوشت پوست اور نہ جما ہوا خون، بلکہ وہ آب صافی جو کشتی میں سوار ہوا اور آپؐ نے نر اور اس کے پرستاروں کو غرق کر دیا۔ آپؐ پشت سے رحم میں منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک زمانہ گزر جاتا تو دوسرا قرن نمودار ہو جاتا تا آنکہ آپؐ نے خندق کے عالی مقام اور تمہبان خاندان کو محفوظ کر دیا، اور وہ خاندان نطق و گویائی سے آراستہ ہے۔ آپؐ کی ولادت کے وقت زمین روشن ہوئی اور آپؐ کی روشنی سے آفاق منور ہو گئے۔ ہم اس روشنی اور نور میں رشد و ہدایت کے راستوں پر چلنے لگے۔

### علیؑ بن ابی طالب (ت ۴۰ ھ)

حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ آنحضورﷺ کے چچازاد بھائی اور آپؐ کے داماد تھے۔ وہ فصیح و بلیغ خطابت کے علاوہ عمدہ شعری ذوق رکھتے تھے۔ ان کا کلام دیوان علیؑ کے نام سے معروف ہے۔ انہوں نے آنحضورؐ کا مرثیہ لکھا۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

فبکی علیک الناظر  
فعلیک کنت احاضر<sup>(۴۴)</sup>

کنت السواد لناظری  
من شاء بعدک فلیمت

ترجمہ: آپؐ میری آنکھوں کی سیاہی تھے۔ پس آپؐ پر آنکھیں روئیں۔ آپؐ کے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف آپؐ ہی کی موت کا خوف تھا۔

ہجرت مدینہ آنحضورﷺ کی حیات طیبہ کا اہم واقعہ ہے۔ حضرت علیؑ نے اس واقعہ کو منظوم صورت میں پیش کیا ہے:

ومن طاف بالبیت العتیق والحجر  
فنجاه ذوالطول الکریم من المکر  
وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر  
موقی وفی حفظ الاله وفی ستر  
قلانص یفرین الحصى ایما یفری  
واضمرتہ حتی اوسد فی قبری<sup>(۴۵)</sup>

وقیت بنفسی خیر من وطی الحصى  
رسول الہ الخلق اذا مکروا بہ  
وبت اراعیہم متی ینشروننی  
وبات رسول اللہ فی الغار امنا  
اقاما ثلاثا ثم زمت قلانص  
ارددت بہ نصر الاله تبلا

ترجمہ: میں نے اس ذاتِ گرامی کو بچانے کی تدبیر کی جو کنکریوں اور پتھروں پر چلنے والوں اور کعبے کا طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ خدا کے پیغمبرؐ کے ساتھ جب دشمنوں



نے مکر کیا تو خدائے توانا و بزرگ نے آپ کو اس مکر سے بچا لیا۔ میں نے رات اس انتظار میں گزاری کہ دشمن کب مجھے آپ کے بستر سے اٹھاتے ہیں اور میں حقیقت میں اس موقع پر قتل اور قید ہونے کے لئے تیار تھا۔ رسول خدا نے امن اور حفاظت کے ساتھ نماز میں رات گزاری اور خدا کی حفاظت میں دشمنوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے۔ آپ تین روز تک اس غار میں ٹھہرے رہے، پھر اُونٹ تیار کیے گئے اور وہ اُونٹ جہاں سے بھی گزرتے، کنکریوں کو روندتے چلے جاتے تھے۔ اس عمل میں عاجزی کے ساتھ اللہ کی مدد میرے مد نظر تھی۔ اب بھی میرے دل میں یہی جذبہ ہے اور مرنے کے بعد قبر میں جانے تک میری یہی خواہش رہے گی۔

### لبید بن ربیعہ (ت ۴۱ ھ)

لبید بن ربیعہ ابو عقیل، بنو عامر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ زمانہ جاہلیت کے ایک فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ آپ کے قصیدوں کی عربوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی۔ ہجاء، مرثیہ اور قصیدہ تینوں اصناف میں انہیں یکساں حیثیت حاصل تھی۔ ان کا ایک قصیدہ ”سبعہ معلقات“ میں بھی شامل ہے۔ عام روایت ہے کہ جب انہیں قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے شعر و شاعری کو چھوڑ دیا، لیکن بروکلان کی تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ لبید نے قبول اسلام کے بعد بھی کچھ شعر کہے ہیں (۴۵) ان کے زمانہ جاہلیت کے ایک شعر کی مدح میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھی بات جو کسی شاعر نے کہی، وہ لبید کا یہ قول ہے:

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل (۴۵ ب)

خبردار اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔

ایک دفعہ قبیلہ مضر قحط سالی کی شدت میں مبتلا ہو گیا تو وفد قیس دعا کے لئے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں لبید بن ربیعہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کے دربار میں یہ اشعار کہے:

لترحمنا مما لقینا من الازل  
وقد ذھلت أم الصبی عن الطفل  
لنا ولامر یبقی علی الاصل  
من الجوع صمنا بالمرء ولانحل (ج ۴۵)

اتیناک یا خیر البریة کلھا  
اتیناک والعذراء تدمی لبانھا  
فان تدع بالسقیا وبالغفو ترسل السماء  
والقی لکنیتہ الشجاع استکانة

ترجمہ: اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ ہم پر رحمت کریں۔ اس تنگدستی میں جو ہمیں ازل سے پیش آئی ہے۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں، کیونکہ (قحط سالی کی وجہ سے) کنواریوں سے دودھ کی بجائے خون بہہ نکلا ہے اور مائیں اپنے بچوں (کی تکلیف کی وجہ) سے پاگل ہو رہی ہیں۔ اگر آپ بارش اور مغفرت کی دعا فرمائیں تو آسمان سے ہم پر بارش برسے اور ہمارے معاملات معمول پر آجائیں۔ اس قحط کی وجہ سے ہمارے بہادروں پر بھی کمزوری آن پڑی ہے اور ہمارے مرد بھوک کی وجہ سے لاغر اور خاموش ہو گئے ہیں۔

### کعب بن مالک (ت ۵۰ ھ)

حضرت کعب بن مالک مدینہ کے نامور شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں جو انصار مدینہ شامل تھے ان میں حضرت کعب بن مالک بھی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے دفاع میں ہر غزوہ کے موقع پر دشمنوں کے بھویہ قصائد کا جواب دیا۔ ایسے ہی قصائد میں بعض مدحیہ اشعار بھی آجاتے ہیں، مثلاً غزوہ احد کے موقع پر انہوں نے ایک قصیدہ کہا۔ چند شعر یہ ہیں:

فینا الرسول شہاب ثم نبعہ	نور مضیٰ له فضل علی الشہب
الحق منطقہ والعدل سیرتہ	فمن یجہ الیہ ینج من تب
نجد المقدم ماضی الہم معتزم	حین القلوب علی رجف من الرعب
نمضی و یذمرنا عن غیر معصیہ	کانہ البدر لم یطبع علی الکذب <sup>(۴۶)</sup>

ترجمہ: ہم میں رسول ایک ستارہ کی مانند ہیں اور ہم اس کے تابع وہ روشنی ہیں جنہیں دوسرے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ آپ کی بات حق ہے اور آپ کی سیرت عدل ہے۔ جس نے آپ کی پیروی کی وہ ہلاکت سے نجات پا گیا۔ ہم نے آپ کو اس وقت جرات مند، اداوالعزم اور ارادے کا پکا پایا جب دلوں پر خوف سے لرزا طاری ہوتا ہے۔ ہم آگے بڑھتے ہیں اور وہ ہمیں ترغیب دیتے رہتے ہیں، گویا وہ چاند ہیں۔ جھوٹ سے ان کی طبیعت نا آشنا ہے۔

### حسان بن ثابت الانصاری (ت ۵۴ ھ)

عہد نبوی کی نعتیہ شاعری میں حضرت حسان بن ثابت الانصاری کا نام نہایت ممتاز بلکہ منفرد

ہے۔ وہ مدینہ منورہ کے مشہور قبیلے بنو خزرج کے فرد تھے۔ انہوں نے ۱۲۰ برس عمر پائی (۴۷)۔

حضرت حسان بن ثابت کو شاعر رسول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اسلام اور بانی اسلام ﷺ کا دفاع اپنی نعتیہ شاعری کے ذریعے کیا۔ کفار مکہ جب آنحضور ﷺ کی ذات گرامی اور صحابہ کرام کے بارے میں جھوٹا بیان کرتے تو حضرت حسان ہی ان کی بدزبانی کا جواب نعتیہ اشعار کی صورت میں دیتے اور رسول ان اشعار کو پسند فرماتے۔ روایت ہے کہ حضرت حسان بن ثابت کے اشعار سننے کے لئے مسجد نبوی میں منبر کا انتظام کیا جاتا تھا اور حضرت حسان اس پر بیٹھ کر اشعار سناتے تھے (۴۸)۔ آنحضور ﷺ نے ایک موقع پر حضرت حسان کے اشعار سن کر ان کے لئے ان الفاظ میں دعا فرمائی: ”اللهم ایدہ بروح القدس“ (۴۹) (اے اللہ! جبریل کے ذریعے سے حسان کی مدد فرما)۔

حضرت حسان بن ثابت کا دیوان موجود ہے اور آج تک مختلف عرب ممالک کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں متعدد بار چھپ چکا ہے۔ اس دیوان میں حضور کی تعریف و توصیف کے علاوہ اسلام اور اہل اسلام کی تائید و حمایت میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ حضرت حسان کے نعتیہ کلام کا ہر شعر عقیدت و محبت اور خیر و برکت کے جذبات سے لبریز ہے۔ ان کے کلام کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

واحسن منک لم ترقط عینی  
واجمل منک لم تلدا النساء  
خلقت مبرا من کل عیب  
کانک قد خلقت کما تشاء (۵۰)

ترجمہ: اور آپ سے خوبصورت کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں بلکہ آپ جیسا حسین و جمیل تو کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ کی تخلیق آپ کی مرضی کے مطابق ہوئی ہے۔

دیوان حسان سے مدح رسول کے درج ذیل اشعار ملاحظہ ہوں:

والله انا لا نفارق ما جدا  
عف الخلیقة ماجد الاجداد  
متکرما یدعو الی رب العلی  
بذل النصیحة رافع الاعماد  
مثل الهلال مبارک اذا رحمة  
سمع الخلیقة طیب الاعواد (۵۱)

ترجمہ: خدا کی قسم! ہم اس صاحب عزت سے جدا نہ ہوں گے جو پاکیزہ اخلاق والا اور بزرگ آباؤ و اجداد والا ہے۔ شریفانہ اخلاق رکھتا ہے۔ خدائے برتر کی طرف بلاتا ہے۔ خیر خواہی کرتا ہے اور اس کا درجہ بلند ہے۔ چاند کی طرح ہے، برکت والا ہے اور مہربان ہے۔

اس کے اخلاق نرم اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہے۔

### قطن بن حارثہ العلیی (ت)

قطن بن حارثہ بنو علیم کے مشہور شاعر تھے۔ اپنے قبیلے کے ہمراہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد انہوں نے آپ ﷺ کی مدح میں یہ اشعار کہے:

رایتک یا خیر البریة کلھا	نبت نضاراً فی الأرومة من کعب
اغر کان البدر سنة وجهه	اذا ما بدا للناس فی حلال العصب
اقتت سبیل الحق بعد اعوجاجه	ورشت الیتامی فی السغابة والجذب (۵۲)

ترجمہ: اے مخلوق میں سب سے بہتر انسان! میں نے دیکھا ہے کہ آپ کعب بنی لوئی کی نسل میں نہایت حسین و جمیل پیدا ہوئے ہیں۔ جب آپ بہترین لباس اور عمامے کے ساتھ لوگوں کے سامنے آتے ہیں تو آپ کا چہرہ اس طرح روشن نظر آتا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہو۔ آپ نے حق کی راہ کو ٹیڑھے پن کے بعد سیدھا کر دیا اور آپ خشک سالی اور بدحالی کے دنوں میں یتیموں پر بارش برساتے ہیں۔

یہاں ان عرب شعراء کا ذکر کیا گیا ہے جن کے قصائد، نعتیہ اشعار اور رجز مشہور ہیں۔ ویسے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے آپ کی شان میں شعر نہ کہا ہو، یہاں تک کہ خلفائے راشدین اور دیگر مختلف صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وہ تعزیتی اشعار جو انہوں نے حضور پاک ﷺ کے وصال پر ملال پر کہے، مختلف کتابوں میں موجود ہیں۔

عربی کے اس ابتدائی سرمایہ نعت کے مطالعے سے ہمیں آنحضرت ﷺ کی حیات پاک اور اس دور کے عرب معاشرے کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ اس میں آپ کی سیرت طیبہ کی ستائش و ثنا، جمال ظاہری، امانت و دیانت، شجاعت و بسالت، اخوت و محبت، رحمت و شفاعت، جود و سخا، فضل و عطاء، ایثار و احسان، حلم و بردباری، عنو و درگزر، شرافت، صداقت، عدالت جیسے اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ کا بیان، آپ کے خاندان، آباء اجداد کی اور اصحاب و آل کی مدح، دوسرے پیغمبروں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی فضیلت کا بیان اور اس کے ساتھ ساتھ عقائد اسلام، تحریک اسلام، قرآن کریم، تبلیغ کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ اور آپ کے غزوات اور معجزات کا تذکرہ ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ہم عصر شعراء نے ان موضوعات کو تمام تر جزئیات کے ساتھ ایک قرینے اور سلیقے

سے منظوم کیا ہے اور مدح و توصیف کے ساتھ ساتھ اسلام اور سیرت رسول کے لامحدود پہلوؤں کو نعتیہ اشعار میں اجاگر کیا ہے۔

یہ وہ شعراء تھے جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں خراج عقیدت اشعار کی شکل میں پیش کیا۔ ان کے کلام کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تصنع اور بناوٹ سے بالکل پاک ہے اور اس میں سچائی اور سادگی خوب پائی جاتی ہے۔ ان شعراء نے اپنے روبرو حضرت محمد ﷺ کی سراپا زندگی کو دیکھا اور آپ کے سامنے عقیدت مندانہ جذبات اور احساسات کا اظہار بغیر کسی مبالغے کے کیا۔ انہوں نے آپ کی ذات اقدس کی جو منہ بولتی تصویر کھینچی ہے، دنیا میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

## حواشی

- ۱۔ درج ذیل عربی لغات میں مادہ ”نعت“ ملاحظہ ہو۔ تاج العروس، لسان العرب، المنجد، القاموس العصری، مصباح اللغات۔
- ۲۔ ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار، تحقیق محمود محمد الطنحی، ۷/۵، مؤسسة اسماعیلیان للطباعة والنشر والتوزیع، قم۔ ایران، بدوں تاریخ۔
- ۳۔ الداری، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن، سنن الداری، باب صفة النبی فی الکتب قبل مبعثہ، ۶/۱، داراحیاء السنۃ النبویۃ، بدوں تاریخ۔
- ۴۔ درج ذیل لغات میں لفظ ”نعت“ دیکھئے: فارسی لغات: فرہنگ آموزگار، فرہنگ آندرانج، غیاث اللغات۔ اردو لغات: فرہنگ عامرہ، لغات کشوری، لغات نظامی، نور اللغات۔
- ۵۔ یونس حسنی، ڈاکٹر، اختر شیرانی اور جدید اردو ادب، ص ۲۵۲، انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی، اشاعت اول، ۱۹۷۶ء۔
- ۶۔ ممتاز حسن، خیر البشر کے حضور میں، ص ۱۵، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۷۵ء۔
- ۷۔ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر، السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد، ۲۰۶/۱، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۳۸۳ء۔
- ۸۔ ”الروض الانف“ میں یہ شعر اس طرح ہے:

حتى اراه بالغ البيان

حتى يكون بلغة الفتیان

(ملاحظہ ہو: الروض الانف لابی القاسم عبدالرحمن بن عبداللہ السہلی، ۱۰۶/۱، المكتبة الفاروقیہ، ملتان، پاکستان، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء) اس شعر کا ترجمہ یہ ہے: ”یہاں تک کہ وہ نوجوانوں کا مددگار ہو جائے اور میں اس کو فصیح و بلیغ دیکھوں۔“

- ٩- ابن كثير، السيرة النبوية، ٢٠٨٨١-.
- ١٠- ابن سعد، ابو عبدالله محمد، الطبقات الكبرى، ١١١١، دار صادر بيروت، بدون تاريخ.
- ١١- ابن هشام، ابو محمد عبدالملك، السيرة النبوية، تحقيق مصطفى السقاء ابراهيم الاياري، عبدالحفيظ شلي، ١٨٨٨، مطبعة مصطفى البابي الحلبي واولاده بمصر، ١٣٥٥هـ/١٩٣٦ء-.
- ١٢- ابن هشام، السيرة النبوية، ٢٨٣١-.
- ١٣- ايضاً، ٢٨٥١.
- ١٣- ايضاً.
- ١٥- ايضاً، ٢٩٣١، ٢٩٥-.
- ١٦- السهيلي، الروض الانف، ١٨٦١-.
- ١٧- ابن هشام، السيرة النبوية، ١٥٦٢-.
- ١٨- ايضاً، ١٥٨٢-.
- ١٩- الزركلي، خير الدين بن محمود، الاعلام، ٣٠٠٨، مطبعة كوستا تسوماس وشركاه، القاهرة، الطبعة الثانية، ١٣٤٨هـ-.
- ٢٠- ابن كثير، السيرة النبوية، ٤٩٢-٨٠-.
- ٢١- ابن الاثير، اسد الغابة في معرفة الصحابة، ١٥٤٢، المكتبة الاسلامية، طهران، بدون تاريخ.
- ٢٢- الزركلي، الاعلام، ٢١٤٢-.
- ٢٣- ابن الاثير، اسد الغابة، ١٥٤٢-.
- ٢٤- ابن هشام، السيرة النبوية، ١٣٢٢-.
- ٢٥- ندوي، عبدالله عباس ذاكتر، عربي ميں نعتيہ كلام، ص ٨٩، ميزان ادب، كراچی، طبع اول، پاكستان، ١٩٤٨ء-.
- ٢٦- ابن هشام، السيرة النبوية، ٦١٢-.
- ٢٧- ايضاً، ٦٢٢-.
- ٢٨- ايضاً.
- ٢٩- ايضاً، ١٠٣٢-.
- ٣٠- ايضاً، ١٠٦٢-.
- ٣١- ابن حجر العسقلاني، شهاب الدين ابوالفضل احمد بن علي، الاصابة في تميز الصحابة و معه الاستيعاب في اسماء الاصحاب لابن عبدالبر، ٩٠٢، مطبعة مصطفى محمد، مصر، ١٣٥٨هـ/١٩٣٩ء-.
- ٣٢- ابن الاثير، اسد الغابة، ٢١٣٥-.
- ٣٣- ايضاً، ٢١٣٥-٢١٥-.
- ٣٣- السهيلي، الروض الانف، ٦٢٢-.
- ٣٥- ابن حجر، الاصابة في تميز الصحابة، ١٣٨١-.

۳۶۔ چھ ہجری کے آخر میں کعب اور نجیر دونوں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ عراف کے مقام پر پہنچ کر نجیر نے اپنے بھائی کعب سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو۔ میں مدینہ جا کر آنحضرت ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے تمہیں مطلع کروں گا۔ اچھی خبر پا کر تم بھی آ جانا۔ چنانچہ اس نے اپنا سفر جاری رکھا۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور تعلیمات نبوی ﷺ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اس نے اپنے بھائی کعب کو آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کی حقانیت اور اپنے قبول اسلام کے سلسلے میں آگاہ کیا۔ کعب کو جب حالات کا علم ہوا تو اس نے نہ صرف اپنے بھائی کو زجر و ملامت کی بلکہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں توہین آمیز اشعار بھی کہے۔ (ملاحظہ ہو اسد الغابۃ لابن الاثیر، ۱/۱۶۲)۔

۳۷۔ ابو عبد اللہ شرف الدین محمد البوصیری (ت ۶۹۶ھ) ساتویں صدی ہجری کے ممتاز شاعر اور صوفی بزرگ تھے۔ انہوں نے کعب بن زہیر کے قصیدہ ”بانت سعاد“ سے متاثر ہو کر برس کی بیماری کے دوران میں ایک قصیدہ لکھا جس کے بارے میں یہ روایت عام ہے کہ انہیں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے مفلوج جسم پر اپنا دست شفقت پھیرا اور اپنی روئے مبارک عطاء فرمائی۔ صبح کو علامہ بوصیری بیدار ہوئے تو ان کا جسم بالکل درست تھا اور وہ برس کی بیماری سے شفا یاب ہو چکے تھے۔ بوصیری کے اس قصیدے کو بھی اس نسبت سے ”قصیدہ بردہ“ کہا جاتا ہے۔ حضرت کعب بن زہیر اور امام بوصیری کے ان دونوں قصیدوں میں نام کی مماثلت کے سلسلے میں امتیاز کرنے کے لئے پہلے قصیدے کو عام طور پر ”قصیدہ بانت سعاد“ اور دوسرے قصیدے کو ”قصیدہ بردہ“ کہا جاتا ہے۔

۳۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۴/۱۲۷۔

۳۹۔ ایضاً، ۴/۱۵۲، ۱۵۵۔

۴۰۔ ابن حجر، الاصابۃ فی تیزر الصحابہ، ۲/۲۷۲، ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عباسؓ رسول کریم ﷺ سے عمر میں تین برس بڑے تھے۔ (ملاحظہ کیجئے۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۴/۵)۔

۴۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳/۹۰۔

۴۲۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، تحقیق علی محمد البجادی، ۲/۸۱۲، مطبعتہ نھضتہ مصر، القاہرہ، بدوں تاریخ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عباسؓ نے ہجرت سے قبل اسلام قبول کیا اور اسے اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ آپؓ مکہ میں مقیم رہ کر آنحضرت ﷺ کو مشرکین کے حالات اور کارروائیوں سے باخبر کرتے رہے۔ پھر مدینہ ہجرت کی اور فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: الاصابۃ فی تیزر الصحابۃ لابن حجر، ۲/۲۷۱)۔

۴۳۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۱/۱۹۵، یہی اشعار حسان بن ثابت سے بھی منقول ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ اشعار عباس بن مرداس السلی کے ہیں، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت عباسؓ کے اشعار ہیں (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ۱/۱۹۵)۔

۳۳۔ علی بن ابی طالب، دیوان بدیع البیان مع اُردو ترجمہ از محمد عبدالحکیم، ص ۸، مطبع نامی لکھنؤ، بار دوم، ۱۳۳۲ھ / ۱۹۰۶ء۔

۳۴۔ ایضاً، ص ۸۹

۳۵۔ (ل) کارل بروکلمان (Carl Brockelmann)، مقالہ: لیبید بن ربیعہ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۸۳/۱۸، دانش گاہ پنجاب، لاہور، طبع ازل، ۱۳۰۵ھ / ۱۹۸۵ء۔

۳۶۔ (ب) مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح مع شرح اکامل للنووی، کتاب الشعر، ۲۳۰/۲ نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب، کراچی، الطبعة الثانیة، ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء۔ شعر کا دوسرا مصرعہ اس طرح ہے: ”وکل نعیم لاجلہ زائل“ یعنی بلا شک ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ (مغازی عرودہ بن زبیر، مترجمہ اردو از محمد سعید الرحمن علوی، ص ۱۱۱، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۷ء)۔

۳۷۔ (ج) ابن حجر، الاصابۃ فی تیز الصحابۃ، ۳۲۷/۳۔

۳۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویة، ۱۷۰/۳۔

۳۷۔ ابن سعد کا قول ہے کہ حضرت حسانؓ نے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں گزارے (ملاحظہ ہو: الاصابۃ فی تیز الصحابۃ لابن حجر، ۳۲۶/۱)

۳۸۔ ابن حجر، الاصابۃ فی تیز الصحابۃ، ۳۲۶/۱۔

۳۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب حواء المشرکین، ۹۰/۲، نور محمد، اصح المطابع و کارخانہ تجارت، کراچی، الطبعة الثانیة، ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء۔

۵۰۔ البرقوتی، عبدالرحمن، شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری، ص ۱۰، المکتبة التجاریة الکبریٰ بمصر، ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۹ء۔

۵۱۔ حسان بن ثابت، دیوان حسان بن ثابت، ص ۱۸، ناشر امجد اکیڈمی، لاہور، ۱۳۹۷ھ۔

۵۲۔ المرزبانی، ابو عبید اللہ محمد بن عمران، معجم الشعراء، تحقیق عبدالستار احمد فرج، ص ۲۱۰، دار احیاء الکتب العربیة، عیسیٰ البانی الحلبي و شرکاء، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء۔

-----